خیر الکلام فی کشف أوهام الأعلام

(۵)

از: مولانا مفتی عمر فاروق لوہاروی
شیخ الحدیث دارالعلوم، لندن

یہ بحث "حَدَّثَ" میں نہیں، "قال" میں کرنی ہے

❁ "صحیح بخاری" میں ہے:

حَدَّثَنِی محمدُ بنُ عَبدِ الرّحیم قال: حَدَّثَنَا حفصُ بنُ عُمَرَ أبو عُمَرَ الْحَوضِیُّ قال: حَدَّثَنا حَمّادُ بنُ زیدٍ قال: حَدّثنا أَیّوبُ والحَجّاجُ الصَّوَّافُ قال: حَدَّثَنِی أبو رجاءٍ مولیٰ أَبِی قِلَابَةَ... (صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب قصة عکل وعوینة، ص:۶۰۲، ج:۲، قدیمی: کراچی)

"امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ محمد بن عبدالرحیم سے، وہ حفص بن عمر ابوعمر الحوضی سے، وہ حماد بن زید سے، وہ ایوب اور حجاج صوّاف سے، وہ ابوقلابہ کے آزاد کردہ غلام ابورجاء سے روایت کرتے ہیں کہ ابورجاء مولیٰ ابی قلابہ نے مجھ سے بیان کیا...."

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معتمد نسخوں میں "حَدَّثَنِیْ" بصیغۂ مفرد واقع ہوا ہے، حالاں کہ ماقبل میں دو راویوں کا ذکر ہے، قیاس کا تقاضہ یہ تھا کہ تثنیہ کی ضمیر کے ساتھ "حَدَّثَانِیْ" کہا جاتا۔

قوله: حدثنی أبو رجاء کذا وقع فی النسخ المعتمدة حَدَّثَنِیْ بالإفراد مع أن المذکور قبله اثنان، و کان القیاس أن یقال: حَدَّثَنِیْ بضمیر التثنیة. (عمدة القاری، ص:۲۳۲، ج:۱۷، دارإحیاء التراث العربی: بیروت)

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں کہ اس میں اصل "حَدَّثَانِیْ" بصیغۂ تثنیہ ہے۔

.... (حَدثنا أیوب) السختیانی (والحجاج) بن أبی عثمان میسرة البصری الصواف قال حدثنی) بالإفراد (أبو رجاء) سلیمان (مولی أبی قلابة) عبد اللّٰه بن

زيد و كان الأصل حدثاني بالتثنية. (إرشاد الساری، ص:۲۱۲، ج:۹، العلمية: بيروت)

بندہ کہتا ہے:

ان حضرات کو یہاں وہم ہوا ہے، ماقبل میں دو رُواۃ: ایوب اور الحجاج الصوّاف کا ذکر یقیناً ہوا ہے، اب اگر ان دونوں راویوں کے ذکر کے بعد "قَالَ" لفظوں میں موجود ہے، تو اس کے متعلق ضرور کہا جائے گا کہ اس میں جو ضمیر ہوگی، وہ دو راویوں کی طرف لوٹے گی؛ لہٰذا اس میں قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ تثنیہ کی ضمیر کے ساتھ "قَالَا" ہونا چاہیے؛ لیکن جہاں تک لفظ "حَدَّثَ" کا تعلق ہے، تو اس کا فاعل تو آگے "أبو رجاءٍ مولی أبی قلابة" مذکور ہے؛ اس لیے اس میں اصل وقیاس کا تقاضا "حَدَّثَ" بصیغۂ مفرد ہی ہے۔ "حَدَّثَ" کو تثنیہ کی ضمیر کے ساتھ "حَدَّثَا" کہنا اصول وقیاس کے خلاف ہوگا۔

الغرض تثنیہ کا صیغہ لانے کی بحث "حَدَّثَ" میں نہیں، "قَالَ" میں کرنی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بہ وقت غزوۂ اُحد سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کی عمر میں واقع وہم

❁ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (۷۷۳-۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

..... الصحيح أنّ مولده (أی مولد سهل بن سعد الساعدی رضی الله عنه) قبل الهجرة بخمس سنين، فيكون فی أُحُد ابن عشرة أو إحدی عشرة. (فتح الباری، كتاب المغازی، باب غزوة خيبر، ص:۵۳۹، ج:۷، دارالريان: القاهرة)

"..... صحیح یہ ہے کہ ان (سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ) کی پیدائش ہجرت سے پانچ سال قبل ہے، تو آپ رضی اللہ عنہ غزوۂ اُحد کے موقع پر دس یا گیارہ سال کے ہوں گے۔"

بندہ کہتا ہے:

یہ وہم ہے؛ کیوں کہ غزوۂ اُحد سن ۳ ہجری میں پیش آیا اور سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بقول حافظ ابن حجر رحمہ اللہ صحیح قول کے مطابق ہجرت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئے، تو غزوۂ اُحد کے موقع پر دس یا گیارہ سال کے نہیں ہوں گے؛ بل کہ کم وبیش آٹھ سال کے ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

أبو بکرة میں بکرة کو باء موحدہ مضموم کے ساتھ ضبط کرنا وہم ہے

❁ حضرت مولانا حکیم ابوالبرکات عبدالرؤف صاحب قادری داناپوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۷۴-۱۹۴۸ء) "اصح السیر" میں غزوۂ طائف کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں:

"اس کے بعد حضور ﷺ کے منادی نے اعلان کیا کہ کوئی غلام اگر قلعہ سے نکل کر میرے

پاس چلا آئے، تو وہ آزاد ہے؛ چناں چہ قلعہ سے بیس غلام کے قریب نکل کر لشکرِ اسلام میں آ گئے۔ حضور ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا اور مختلف صحابہ کے سپرد کیا کہ اُن کے خرچ کا خیال رکھیں اور اُن کی خبر داری کریں۔ اُن میں ایک شخص وقت بکرہ (حاشیہ میں خود حضرت مولانا دانا پوری رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا: بُکرہ بائے موحدہ مضموم: صبح کا وقت) یعنی صبح بڑے سویرے آئے تھے؛ اس لیے وہ أبوبُکرہ مشہور ہوگئے۔ یہ اخیار اور مشاہیر اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ہیں، ان کا نام نُفَیع بضم نون وفتح فا ہے۔'' (أصح السیر، ص: ۲۹۰، دار الکتاب: دیوبند)

بندہ کہتا ہے:

أبوبکرۃ میں بکرۃ کو باء موحدہ مضموم کے ساتھ ضبط کرنا وہم ہے۔ درحقیقت بکرۃ باءِ موحدہ مفتوح کے ساتھ ہے، جو چرخی کے معنی میں ہے۔ حضرت أبو بکرۃ نُفَیْع بن مسروح رضی اللّٰہ عنہ غزوۂ طائف کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ہونے والے اعلان پر طائف کے قلعہ سے چرخی کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ اور لشکرِ اسلام کی طرف آئے تھے؛ اس لیے وہ أبوبَکرۃ یعنی چرخی والے سے مشہور ہوگئے۔ حافظ ابن ماکولا (۴۲۲- قیل ۴۸۷ھ) ''الإکمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف والمختلف فی الأسماء والکنی والأنساب'' میں فرماتے ہیں:

أما بکرۃ وفتح الباء فھو أبو بکرۃ صاحب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، اسمہ نُفَیْع. (الإکمال، ص: ۳۴۹، ج: ۱، العلمیۃ: بیروت)

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (۶۷۳-۷۴۸ھ) ''العِبَر فی خبر مَن غبَر'' میں فرماتے ہیں:

تدلّٰی من الطائف ببکرۃ، فأتی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مُسلمًا. (العبر فی خبر من غبر، ص: ۴۱، ج: ۱، العلمیۃ: بیروت) واللّٰہ تعالیٰ أعلم

سعد بن معاذ نہیں؛ بل کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما

❁ ''صحیح بخاری'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال ناسٌ مِنَ الأنصارِ – حِیْنَ أفاءَ اللّٰہُ علی رسولِہٖ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَا أفاءَ مِنْ أموالِ ھَوازِنَ، فَطَفِقَ النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یُعْطِیْ رِجالًا المائۃَ مِنَ الإبلِ فَقَالُوْا: یَغْفِرُ اللّٰہُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یُعْطِیْ قریشًا ویَتْرُکُنا، وسُیُوْفُنا تَقْطُرُ

مِنْ دِمائِهِم، قال أنسٌ: فَحُدِّثَ رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه و سلم بِمَقَالَتِهِمْ... (صحيح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الطائف، ص:۶۲۰، ج:۲، قدیمی: کراچی)

''جس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ہوازن کے اموال بطورِ غنیمت دیے، جو دیے اور نبی ﷺ کچھ لوگوں کو سو سو اونٹ دینے لگے، تو کچھ انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی مغفرت فرمائے، آپ قریش کو دے رہے ہیں اور ہم کو چھوڑ رہے ہیں، یعنی ہم کو نہیں دیتے؛ حالاں کہ ہماری تلواروں سے ان کے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو ان انصار کی بات کی اطلاع دی گئی....''

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وعند ابن إسحٰق من حديث أبی سعيد أن الذی أخبره صلى اللّٰه عليه و سلم سعد بن معاذ. (إرشاد الساری، ص:۳۱۱، ج:۹، العلمية: بيروت)

''ابن اسحاق کی حضرت ابوسعید (خدری) رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ (ان انصار کی بات کی) اطلاع دی، وہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہیں۔''

بندہ کہتا ہے:

یہاں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ذکر اشکال سے خالی نہیں؛ کیوں کہ آپ بنوقریظہ کے متعلق اپنا فیصلہ سنانے کے بعد غزوۂ احزاب میں لگنے والے تیر کے زخم کی وجہ سے مشہور قول پر ۵ھ میں وفات پا چکے تھے، جیسا کہ ''الإستيعاب'' ص:۱۶۸، ج:۲ اور ''الإصابة'' ص:۳۷، ج:۲ وغیرہ میں ہے اور حدیث بالا میں مذکور قصہ ۸ھ کا ہے؛ لہٰذا اس موقع پر سعد بن معاذ کا ذکر علامہ قسطلانی رحمہ اللہ کی سبقتِ قلم ہے یا سہوِ کاتب ہے، سعد بن معاذ کی بجائے سعد بن عُبادہ ہونا چاہیے، جیسا کہ ''فتح الباری'' ص:۶۴۷، ج:۷ اور ''عمدة القاری'' ص:۳۰۹، ج:۱۷ میں ابن اسحٰق کی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی کی حدیث کے حوالے سے مذکور ہے۔ دارالکتب العلمية: بیروت کی مطبوعہ ''السيرة النبوية'' لابن إسحاق میں ہے:

قال ابن إسحاق: وحدثنی عاصم بن عمر بن قتادة، عن محمود بن لبيد، عن أبی سعيد الخدری، قال: لما أعطى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ما أعطى من تلك العطايا فی قريش وفی قبائل العرب، ولم يكن فی الأنصار منها شیء، وجد هذا

الحی من الأنصار فی أنفسهم، حتی کثرت منهم القالة، حتی قال قائلهم: لقد لقی والله رسول الله صلی الله علیه وسلم قومه، فدخل علیه سعد بن عبادة، فقال: یا رسول الله، إن هذا الحی من الأنصار قد وجدوا علیك فی أنفسهم. (السیرة النبویة لابن إسحاق، ص:۵۸۷، ج:۲، دارالکتب العلمیة: بیروت) والله تعالیٰ أعلم.

"ابوداوٗد" کنیت کے مصداق ہشام بن عبدالملک نہیں؛ بل کہ سلیمان بن داوٗد ہیں

❁ "صحیح بخاری" میں ہے:

وقال وکیع والنضر وأبوداؤد عن شعبة عن سعید عن أبیه عن جده عن النبی صلی الله علیه وسلم. (صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب بعث أبی موسی ومعاذ إلی الیمن قبل حجة الوداع، ص:۶۲۳، ج:۲، قدیمی: کراچی)

مذکورہ رُواۃ میں "أبوداوٗد" کنیت کا مصداق علامہ عینی، علامہ قسطلانی اور شیخ الاسلام زکریا الانصاری رحمہم اللہ نے "ہشام بن عبدالملک" کو قرار دیا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

و وصل تعلیق أبی داؤد هشام بن عبدالملك الطیالسی فی مسنده المروی من طریق یونس بن حبیب عنه. (عمدة القاری، ص:۴، ج:۱۸، دارإحیاء التراث العربی: بیروت)

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(وأبوداؤد) هشام بن عبدالملك. (إرشاد الساری، ص:۳۲۳، ج:۹، العلمیة: بیروت)

ہمارے دیار کی مطبوعہ "صحیح بخاری" کے نسخوں کے حاشیے میں قسطلانی کے حوالے سے یہی منقول ہے؛ البتہ قدیمی کتب خانہ کراچی کے نسخے میں کتابت کی غلطی سے "ہشام بن عبدالملک" کی بجائے "ہشام وعبدالملک" ہوگیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: حاشیہ:۲، ص:۶۲۳، ج:۲)

شیخ الاسلام زکریا الانصاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(وأبوداؤد) هو هشام بن عبدالملك. (منحة الباری، ص:۴۳۲، ج:۷، الرشد: الریاض)

بندہ کہتا ہے:

یہ علامہ عینی، علامہ قسطلانی اور شیخ الاسلام زکریا الانصاری رحمہم اللہ کا وہم ہے کہ انھوں نے "ابوداود" کنیت کا مصداق "ہشام بن عبدالملک" کو قرار دیا؛ کیوں کہ ہشام بن عبدالملک طیالسی کی کنیت "ابوداوٗد" نہیں؛ بل کہ "ابوالولید" ہے۔ درحقیقت "ابوداوٗد" کنیت کے مصداق "سلیمان بن داوٗد طیالسی" ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ "تہذیب التہذیب" میں فرماتے ہیں:

هشام بن عبدالملك الباهلی مولاهم، أبوالولید الطیالسی البصری الحافظ الإمام الحجة. (تهذیب التهذیب، ص:٥٤، ج:٩، دارالفکر: بیروت)

أبو الولید الطیالسی، اسمه: هشام بن عبد الملك الباهلی البصری. (تهذیب التهذیب، ص:٣٠٤، ج:١٠، دارالفکر: بیروت)

سلیمان بن داؤد بن الجارود، أبو داؤد الطیالسی البصری الحافظ. (تهذیب التهذیب، ص:٤٦٩، ج:٣، دارالفکر: بیروت)

أبوداؤد الطیالسی، اسمه: سلیمان بن داؤد. (تهذیب التهذیب، ص:٩٩، ج:١٠، دارالفکر: بیروت)

علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے اپنی شرح ''کواکب الدراری فی شرح صحیح البخاری'' المعروف بہ ''شرح الکرمانی'' میں ''ابوداوٗد'' کنیت کا مصداق سلیمان (بن داوٗد) طیالسی ہی کو قرار دیا ہے، ''شرح الکرمانی'' میں ہے:

و﴿أبو داؤد﴾ هو سلیمان الطیالسی. (شرح الکرمانی، ص:١٧٠، ج:١٦، دارإحیاء التراث العربی: بیروت)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ''فتح الباری'' میں ''ابوداوٗد'' کے نام سے تعرض ہی نہیں کیا ہے۔(ملاحظہ ہو: فتح الباری، ص:٦٦١، ج:٧، دارالریان: القاهرة.)

یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ نہیں، نیز ایک اور وہم

٭ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (۷۷۳-۸۵۲ھ) ''فتح الباری'' میں ''باب حجۃ الوداع'' کے ذیل میں فرماتے ہیں:

وعند الترمذی من حدیث جابر "حَجَّ قَبْلَ أَنْ یُهاجِرَ ثَلاثَ حِجَجٍ" وعَنِ ابنِ عباسٍ مِثْلُه أخْرَجَهُ ابنُ ماجَهْ والحاكمُ. (فتح الباری، کتاب المغازی، باب حجة الوداع، ص:٧٠٧، ج:٧، دارالریان: القاهرة)

''امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے: حجَّ قبْلَ أنْ یُهاجِرَ ثلاثَ حِجَجٍ. **''رسول اللہ ﷺ نے ہجرت سے پہلے تین حج کیے'' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح حدیث مروی ہے، جس کی تخریج ابن ماجہ اور حاکم رحمہما اللہ نے فرمائی ہے۔''**

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا مذکورہ بالا کلام بعینہٖ ان کے حوالے کے بغیر بلاتعقب

"الکنز المتواری فی معادن لامع الدراری وصحیح البخاری، ص: ۵۱۰، ج:۱۵، مکتبة الحرمین: دوبئی میں منقول ہے۔

بندہ کہتا ہے:

حافظ الدنیا: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کو یہاں وہم ہوگیا اور حدیث جابر عند الترمذی مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ نقل فرمادی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مانند قرار دی، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت سے قبل تین حج ادا فرمائے؛ حالاں کہ ان دونوں حضرات کی حدیث میں ہجرت سے قبل دو اور ہجرت کے بعد ایک، اس طرح تین حج کی دائیگی کا ذکر ہے، ہجرت سے قبل تین حج کی ادائیگی کا ذکر نہیں؛ چناں چہ "جامع ترمذی" میں ہے:

عَنْ جابرِ بنِ عبدِ اللّٰہِ: أنّ النبیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حَجَّ ثَلاثَ حِجَجٍ: حَجَّتَیْنِ قَبْلَ أنْ یُھاجِرَ و حَجَّةً بَعْدَ مَا ھَاجَرَ. (الکتب الستة، جامع الترمذی، أبواب الحج، باب ما جاء: کم حجّ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم؟ حدیث: ۸۱۵، ص:۱۷۲۸، دارالسلام: الریاض)

"حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے تین حج ادا فرمائے، دو حج ہجرت سے قبل اور ایک حج ہجرت کے بعد۔"

"سنن ابن ماجہ" میں ہے:

حَدَّثَنَا القاسمُ بنُ محمدِ بنِ عَبّادٍ المُھَلَّبِیُّ: حَدَّثَنا عبدُ اللّٰہِ بنُ داؤد: حدثنا سفیانُ، قال: حَجَّ رسولُ اللّٰہ ﷺ ثَلاثَ حَجّاتٍ: حَجَّتَیْنِ قبلَ أن یُھاجِرَ، وحَجَّةً بعدَ ما ھاجر مِنَ المدینة....

قِیل لہ: مَنْ ذَکَرَہُ؟ قال: جعفرٌ عَنْ ابیہ، عن جابر. وابنُ أبی لیلیٰ عَن الْحَکَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابنِ عباسٍ. (الکتب الستة، سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب حجّة رسول اللّٰہ ﷺ، حدیث: ۳۰۷۶، ص:۲۶۶٤، دارالسلام: الرّیاض)

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ دو طریق- جعفر عن أبیہ عن جابر اور ابن أبی لیلیٰ عن الحکم عن مِقْسم عن ابن عباس رضی اللہ عنھم – سے روایت کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے تین حج کیے، دو حج قبل از ہجرت اور ایک حج ہجرت کے بعد مدینہ منورہ سے ادا فرمایا۔"

نیز ایک اور وہم یہاں یہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی

تخریج کو ابن ماجہ کی طرح حاکم کی طرف بھی منسوب کیا ہے، جب کہ واقعہ یہ ہے کہ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے تو حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ذکر کیا ہے، جس کے الفاظ ماقبل میں نقل کیے گئے؛ لیکن امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل نہیں کیا ہے؛ بل کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے؛ چناں چہ "المستدرك على الصحيحين" میں ہے:

عَنْ جعفرِ بنِ محمدٍ عَنْ أبيه عَنْ جابرٍ رضى الله عنه قال: حَجَّ النبيُّ صلى الله عليه وآله وسلم حَجَّتينِ قبلَ أن يهاجرَ يعنى و حَجَّ بعدَ مَا هاجرَ حَجَّةً قَرنَ معها عمرةً. (المستدرك، كتاب المناسك، كم حجّ النبى صلى الله عليه وآله وسلم، ص:۴۷۰، ج:۱، دارالمعرفة: بيروت)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت سے قبل دو حج کیے، ان کی مراد یہ ہے کہ ہجرت کے بعد (بھی) ایک حج کیا، آپ نے اس حج کے ساتھ عمرہ کو ملایا۔"

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۱۱۲۲ھ) نے بحوالہ ابن ماجہ اور حاکم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے ہجرت سے قبل رسول اللہ ﷺ کے تین حج کی ادائیگی کا ذکر کیا ہے:

وقال ابن عباس: حَجَّ ﷺ قبلَ أن يهاجر ثلاث حجج. أخرجه ابن ماجه والحاكم. (شرح المواهب اللدنية، ص:۱۰۵، ۱۰۶، ج:۳، دارالمعرفة: بيروت)

یہ وہم ہے؛ اس لیے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہجرت سے قبل تین حج کا نہیں؛ بل کہ دو حج کا ذکر ہے۔ نیز حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کی تخریج امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے تو کی ہے؛ لیکن امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں کی، جیسا کہ ماقبل میں گزرا۔

علامہ محمد تاودی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۱۱-۱۲۰۹ھ) نے ترمذی کے حوالے سے حجۃ الوداع سے قبل تین حج کی ادائیگی کا ذکر کیا ہے، اس طرح حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے کلام میں واقع پہلا وہم علامہ تاودیؒ کے کلام میں درآیا ہے۔ وفى الترمذى "أنه صلى الله عليه وسلم حجَّ قبل ذلك ثلاث حجج" (حاشية التاودى على صحيح البخارى، ص:۲۷۲، ج:۴، العلمية: بيروت)

(باقی آئندہ)